سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سحر خطابت

حضرت مولانا مظاہر حسین (مدرسہ شاہی، مراد آباد، یوپی (انڈیا)

یہ سبھی جانتے ہیں کہ تکوینی نظام کے تحت اللہ تعالیٰ حسب ضرورت انسان پیدا کرتے رہتے ہیں۔ وقتی ضرورت کا جیسا تقاضا ہوا ویسے ہی انسان اللہ نے پیدا فرمادیئے۔ ذخیرۂ احادیث کی حفاظت کی ضرورت ہوئی تو محدثین کی جماعت پیدا فرمادی۔ نقدِ حدیث کی ضرورت زمانہ نے محسوس کی تو ناقدین حدیث من جانب اللہ پیدا ہوئے۔ اسی اصول کے تحت غیر منقسم ہندوستان میں جب سے گیدڑ سے زیادہ ڈرپوک اور لومڑی سے زیادہ مکار قوم کافروں کا مکمل تسلط ہوا تو اس شاطر قوم کے سامنے ڈٹ جانے اور دشمن کو اپنے واقعی مستقر تک پہنچانے کے لیے اللہ نے صاحبِ دعوت وعزیمت انسان پیدا فرمائے۔ اُنہی میں سے ایک شیر دل اور بہادر انسان کا نام مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہے۔ جن کے بغیر آزادئ ہند کی تاریخ نامکمل ہے اور جو مستقل طور پر تاریخ کے لالہ وگل ہیں۔ یوں تو شاہ صاحب پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بہت کچھ ان شاء اللہ لکھا جاتا رہے گا۔ البتہ شاہ صاحب مرحوم کی ہمہ جہت شخصیت سے متعلق چند واقعات کا تذکرہ کر کے اُن کے تذکرہ نگاروں میں اپنا نام درج کروانا اپنی گراں مایہ سعادت سمجھتا ہوں۔

تقریباً تیئیس سال پرانی بات ہے کہ بنگلور میں حضرت مولانا مسعودؒ کے زیرِ نگرانی چلنے والے مدرسہ سبیل الرشاد میں ایک عظیم الشان اجلاس تھا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ بھی مدعوین خصوصی میں سے تھے اور احقر سامع کی حیثیت سے شریک جلسہ تھا۔ جب مولانا علی میاںؒ اسٹیج پر تشریف لائے۔ حضرت نے تلاوتِ قرآن کے بعد فرمایا کہ اگر کسی کا یہ خیال ہو کہ میری تقریر ہوگی اور میری تقریر سننے کا شوق دل میں رکھتا ہو تو وہ اس جلسہ سے اٹھ کر چلا جائے۔ اس کا شوق پورا نہیں ہوگا کیونکہ خطابت تو عطاء اللہ شاہ بخاری پر ختم ہو چکی ہے۔

اسی طرح مسلم لیڈران میں سے ایک شعلہ بار مسلم لیڈر کی ایک مجلس میں جس میں احقر بھی شریک تھا، توصیفی کلمات بڑے جذباتی انداز میں بیان کیے جا رہے تھے تو اسی دوران مجلس میں ایک صاحب علم وصاحبِ دل فرمانے لگے کہ فن خطابت کے فردِ یکتا کی کیا تعریف کرتے ہو؟ اگر تم عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر سن لیتے تو کسی کو مقرر نہ کہتے۔ میری ان آنکھوں نے دیکھا اور ان کانوں نے سنا ہے۔

رام پور کے قلعہ میں ایک جلسہ تھا۔ جس میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور پنڈت جواہر لال نہرو بطور مہمانِ خصوصی شریک تھے۔ اس جلسہ میں قاری صاحب کی تلاوت کے بعد امام الہند نے سورۃ اخلاص پر اڑھائی گھنٹے تقریر کی، پھر بعد ازاں شاہ صاحب کا خطاب شروع ہوا تو پانچ گھنٹے بلا تکان مسلسل خطاب فرمایا اور اسی دوران اذانِ فجر کے کلمات کانوں پر پڑے، تب شاہ صاحبؒ نے تقریر ختم فرمائی اور مجمع کا حال یہ تھا کہ تاحد نگاہ آدمی ہی آدمی تھے۔ قلعہ کی دیواروں پر بھی انسانوں کا ہجوم تھا اور جو جلسہ میں چپ بیٹھا تھا ویسا ہی بیٹھا رہ گیا۔ ان ہر دو تأثرات کے سننے کا شرف مذکورہ دونوں بزرگوں سے احقر کو بلا واسطہ حاصل ہے۔

البتہ ایک واقعہ ضلع رام پور کی مسلم اکثریت پر مشتمل ایک بستی ٹانڈہ بادی جہاں سے متعلق کئی واسطوں سے یہ بات سنی گئی کہ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری ٹانڈہ بادی تشریف لائے۔ حسبِ منصوبہ تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد سامعین نے شاہ صاحب سے کہا کہ حضرت کافی دنوں سے بارش نہیں ہوئی ہے۔ آپ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش فرمادیں۔ حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ اے اللہ! عطاء اللہ تو برس چکا ہے اب آپ کی باری ہے۔ راویوں کا بیان ہے کہ کچھ ہی دیر میں بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے لگے اور اس زور کی بارش شروع ہوئی کہ لوگوں کا گھر پکڑنا مشکل ہو گیا۔ ان چند واقعات سے شاہ صاحب کے فن خطابت کے شہ سوار ہونے کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کی للّٰہیت کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔